Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 4, Issue 1, Spring (January-June) 2025, PP. 206-235
HEC Recog. no. 2(27)HEC/R&ID/RJ/24/630, Date: 16/4/2025
HEC:https://www.hec.gov.pk/english/services/faculty/journals/Documents/List%20of%20national%20journals%20on%20web-1.pdf
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/240
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/4012
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title Qur'anic and Prophetic Depictions of Ahl al –kitab: A Thematic Study

Author (s): **Muhammad Waseem Arshad**
Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif
Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan

Received on: 19 May, 2025
Accepted on: 15 June, 2025
Published on: 30 June, 2025

Citation: Muhammad Waseem Arshad, & Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif. (2025). Qur'anic and Prophetic Depictions of Ahl e kitab: A Thematic Study. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony*, *4*(1), 206–236. Retrieved from https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/4012

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

اہلِ کتاب کی توصیف کے نظائر: قرآن وحدیث کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ
Qur’anic and Prophetic Depictions of Ahl e kitab: A Thematic Study

Muhammad Waseem Arshad
M. Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan. Email: ahmershafiq2200@gmail.com

Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif
HOD, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan. Email: Khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

Abstract
Scripture-bearing communities (Ahl al- Kitab) primarily Jews and Christians hold a distinct position within Islamic theology and the wider interreligious framework. This research investigates how the Qur’an and Hadith literature describe these communities, focusing on the nuanced patterns of commendation and criticism found in Islamic sources. Through a thematic and analytical lens, the study explores the ethical, spiritual, and social characteristics attributed to adherents of earlier divine revelations.
Employing a qualitative methodology, this study draws upon classical Qur’anic exegesis (tafsir), authenticated Hadith collections, and modern scholarly interpretations. The research identifies multiple categories of description: moral virtues, theological deviations, historical interactions with prophets, and patterns of behavior in social and religious contexts. Key verses such as Qur’an 3:113–115 and 5:82–83 are analyzed, along with relevant Hadith reports from Sahih Bukhari and Sahih Muslim.
The findings reveal that the Islamic tradition offers a balanced portrayal of these communities acknowledging righteousness, justice, and devotion among some, while also highlighting deviation, arrogance, and rejection among others. This dual perspective serves both as a theological guideline and a basis for ethical conduct in interfaith engagement. The study concludes that a deep understanding of these portrayals is crucial not only for accurate theological insight but also for fostering respectful and informed coexistence in contemporary pluralistic societies.
Keywords*: Qur’an, Hadith, interfaith theology, Ahl al - Kitab, Islamic ethics, Abrahamic traditions*

اہل کتاب سے مراد وہ قوم جو ادیان الٰہی میں کسی دین کی پیروکار ہو اللہ تعالی کے معبوث کیے گئے پیغمبروں میں

سے کسی ایک پیغمبر کی پیروی کرتی ہو اور اللہ تعالی کے پیغمبر پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب پر ایمان رکھتی ہو ایسی قوم اہل کتاب کہلاتی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے چاروں نبیوں پر کتابیں نازل فرمائی ہیں حضرت موسی علیہ السلام پر تورات حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت محمد ﷺ پر قران مجید نازل فرمایا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لانے والے یہودی کہلاتے ہیں حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لانے والے عیسائی کہلاتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے والے مسلمان کہلاتے ہیں۔

محمد بسام رشدی اپنی کتاب میں "اہل کتاب" کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"Ahl e kitab meanns those who possess the scripture or the divine book. The term, along with another term outu al-kitab those who were given the book occurs more than 50 times in the Quran."[1]

اہل کتاب اللہ تعالی کی توحید کے قائل رہے یعنی اہل کتاب کی بنیادی تعلیمات توحید الٰہی ہیں چاروں کتابوں میں اللہ تعالی کی وحدانیت پر زور دیا گیا ہے۔ قران مجید فرقانِ حمید میں دو اہل کتاب قوموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہود یعنی یہودی، نصرانی یعنی عیسائی ہم اس مقام میں انہی دو قوموں کے توصیفی نظائر زیر بحث لائیں گے۔ کیونکہ قران مجید فرقان حمید نے انہی دو قوموں کو اہل کتاب کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا ہے اور اس کے لیے ادیان سماویہ کا سلسلہ شروع کیا اور انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے پاک پیغمبروں پر کتابیں نازل فرمائی تاکہ انسان ہدایت پا سکے۔ اور اپنے رب کی عبادت کر سکے جس نے اسے پیدا فرمایا ہے۔ بیسوں مذہب میں صرف اور صرف یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب کہا گیا ہے۔ ان کا مسئلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہو کر نبی کریم ﷺ پر ختم ہوتا ہے تمام اہل کتاب در حقیقت حضرت ابراہیم کے پیروکار ہی ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطابق قران و سنت میں آسمانی کتب اور شرائع کو ماننے والوں کے لیے یہود اور نصاری کی تصریح و توثیق آتی ہے۔ یہود اہل تورات اور امت موسی تھے جب کہ نصاری اہل انجیل اور امت عیسوی۔ انہی

[1] Rushdi, Muhammad Bassam, Mufahras li Maani al – Quran al- kareem, (Damascus: Dar al-Fikar, (1995)1: 167-177

دونوں امتوں کو اہل کتاب بک اف پیپل کہتے ہیں۔[2]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ"[3]

"اے حبیب! تم فرمادو، اے اہلِ کتاب! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے کو رب نہ بنائے پھر"

اہل کتاب خدا کو ایک مانتے ہیں اور پیغمبروں کے قائل ہیں اہل کتاب کا اصل منبع اور سرچشمہ کتب سماوی ہیں۔ یہود ونصاری چونکہ اہل کتاب ہیں سو یہ دونوں طبقات کفار اور مشرکین میں نہیں تھے۔بنیادی طور پر یہ تمام انبیاءاور رسل کی امتوں کی طرح امت مسلمہ کا تسلسل تھے یہود حضرت موسی کی امت ہیں اور اصلاء نبی اسرائیل تھے۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"A body or community house religion in tales and heavens to a book of divine revolution spec mainly use and Christians as regarded in Muslim thoughts."[4]

معاشرتی وسماجی تعلقات کے عملی پہلو

اسلامی تعلیمات نے اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کو انسانی فطرت، عدل وانصاف اور رواداری پر مبنی اصولوں کے ذریعے نہایت جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں حکمت، نرمی اور شائستگی کو ترجیح دینے کی تاکید کی ہے۔ان اصولوں کا بنیادی مقصد نہ صرف معاشرتی امن وہم آہنگی کو یقینی بنانا ہے بلکہ اہل کتاب کو اسلام کی دعوت سے روشناس کرانا بھی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اہل کتاب کے ساتھ مکالمے اور تعلقات کے اصول بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

---

[2] طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام اور اہل کتاب، منہاج القران پبلیکیشنز، لاہور، 2015ء، ص 28

[3] آلِ عمران: 64

[4] Oxford Dictionary, Oxford: Oxford University Press, 2020, P.1697

"وَلَا تُجَٰدِلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ إِلَّا ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنۡهُمۡۖ وَقُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱلَّذِيٓ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَأُنزِلَ إِلَيۡكُمۡ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمۡ وَٰحِدٞ وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ"[5]

"اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین طریقے سے، سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہیں۔ اور کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا، اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔"

یہ آیت ایک واضح اصول فراہم کرتی ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ مکالمے میں مقصد نہ تو ان کی تذلیل ہو اور نہ ہی ان کے عقائد کی غیر ضروری مخالفت، بلکہ حکمت، نرمی، اور شائستگی کے ساتھ ان کے دلوں کو حق کی طرف مائل کرنا ہو۔ قرآن کا یہ اسلوب ہر دور کے مسلمانوں کے لیے ایک رہنما ہے، جو یہ بتاتا ہے کہ اختلافِ عقائد کے باوجود ایک پر امن معاشرہ کیسے قائم کیا جا سکتا ہے۔

حسنِ سلوک

اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں حسنِ سلوک اور عدل و انصاف کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لَّا يَنۡهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمۡ يُقَٰتِلُوكُمۡ فِي ٱلدِّينِ وَلَمۡ يُخۡرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمۡ أَن تَبَرُّوهُمۡ وَتُقۡسِطُوٓاْ إِلَيۡهِمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُقۡسِطِينَ"[6]

"اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کرتے اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ عدل و انصاف کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو ترجیح دینی چاہیے، بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی دشمنی یا سازش میں ملوث نہ ہوں۔ اس اصول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام انسانی رشتوں کو صرف نظریات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ عملی زندگی میں عدل اور رواداری کو لازم قرار دیتا ہے۔

---

[5] العنکبوت:46

[6] الممتحنہ:8

حسنِ سلوک کے عملی نظائر: سیرتِ نبوی ﷺ سے

نبی کریم ﷺ کی زندگی اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کے عملی نمونوں سے بھری ہوئی ہے۔ مدینہ منورہ میں یہودی قبائل کے ساتھ کیے گئے معاہدات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اسلام مختلف عقائد کے لوگوں کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کی اجازت دیتا ہے۔ میثاقِ مدینہ اس سلسلے میں ایک تاریخی معاہدہ ہے، جس میں یہودیوں کو ان کے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی گئی اور مدینہ کی اجتماعی حفاظت میں انہیں برابر کا شریک بنایا گیا۔ اگر شریعت اسلامیہ کے اجتماعی نظام پر نظر ڈالی جائے تو مقاصد شریعت اسلامیہ سے اس کے مظاہر نظر آتے ہیں، جہاں جلب منفعت انسانی اور دفع مضرت انسانی مقصد ہے [7]

پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس معاہدے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی نے یہ ثابت کیا کہ غیر مسلموں کے ساتھ پرامن تعلقات قائم کرنے کے لیے عدل، حکمت، اور شائستگی کو بنیاد بنایا جائے۔ میثاقِ مدینہ ایک ایسا تاریخی معاہدہ ہے جو اسلام کی وسعت نظری اور انسانیت کے لیے اس کے پیغام کی عملی تصویر ہے۔" [8]

نجران کا مسیحی وفد

نبی کریم ﷺ نے اہل کتاب کے ساتھ معاملات میں ہمیشہ نرمی اور حکمت کا مظاہرہ کیا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور انہوں نے اپنے طریقے سے عبادت کرنا چاہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں روکنے کی کوشش کی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انہیں ان کی عبادت کرنے دو۔" [9] یہ واقعہ بتاتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کے لوگوں کے عقائد اور عبادات کا احترام کرتا ہے اور ان کے ساتھ نرمی کا رویہ اپنانے کی تاکید کرتا ہے۔

---

[7] Sarwar, Muhammad Saleem, and Dr.Muhammad Rizwan. 2023۔ "خیراتی کاموں کے مقاصد قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ : Objectives of Charitable Works Analytical Study in the Light of Quran and Hadith". Al-Amīr Research Journal for Islamic Studies 4 (02):233-46. https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/92.

[8] ازہری، کرم شاہ، ضیاء النبی، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1996ء، ج3، ص230

[9] https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-bhutvi/tafseer-tayseer-ul-quran/354/

عدل وانصاف کا قیام

اسلام نے اہل کتاب سمیت تمام غیر مسلموں کے ساتھ معاملات میں عدل وانصاف کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِ"[10]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے حوالے کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔"

یہ آیت اس اصول کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ تمام تعلقات، خواہ وہ ذاتی ہوں یا اجتماعی، عدل و انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ اختلافِ عقائد کے باوجود ان کے حقوق کو نظرانداز نہ کیا جائے، بلکہ انہیں وہ تمام سہولیات اور احترام فراہم کیا جائے جو ایک پرامن معاشرت کے قیام کے لیے ضروری ہیں۔

تعلیمی وثقافتی تعلقات

اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ تعلیمی اور ثقافتی تعلقات کو ایک اہم ذریعہ قرار دیا ہے تاکہ معاشرتی ہم آہنگی، باہمی رواداری، اور افہام و تفہیم کو فروغ دیا جاسکے۔ تعلیم اور ثقافت کے ذریعے اقوام کے درمیان تعلقات کو مضبوط کیا جا سکتا ہے اور انسانی مسائل کے حل کے لیے مشترکہ کوششیں کی جاسکتی ہیں۔[11] قرآن مجید میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ انسانیت کے ساتھ اچھے رویے کو اپنایا جائے اور تمام اقوام کے ساتھ برابری اور نرمی کا سلوک کیا جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسۡنٗا"[12]

"اور لوگوں سے نیک بات کہو۔"

یہ آیت انسانیت کے ساتھ نرم رویہ اپنانے کی تاکید کرتی ہے اور اس بات کا اشارہ دیتی ہے کہ مسلمانوں کو دیگر اقوام کے

---

[10] النساء:58

[11] Dr. Khalid Mahmood Arif & others, Concept of day of Judgement in Revealed Religions, Journal of Positive School Psychology 6, 8 (2022), 3753-3758

[12] البقرۃ:83

ساتھ علمی و ثقافتی میدان میں بھی اسی رویے کو اپنانا چاہیے۔ اسلامی تاریخ میں اس کے کئی روشن پہلو دیکھنے کو ملتے ہیں، جن میں مسلمانوں نے اہل کتاب کے ساتھ نہ صرف علمی تبادلے کیے بلکہ ان کے علوم و فنون سے استفادہ بھی کیا۔ عباسی دور میں یونانی علوم کا عربی میں ترجمہ اس بات کی بڑی مثال ہے، جہاں مسلمانوں نے اہل کتاب کے علمی خزانوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان علوم کو اسلامی دنیا میں متعارف کروایا۔

اسلامی اصولوں کے مطابق، علم انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہے اور یہ کسی ایک قوم یا مذہب تک محدود نہیں۔ علامہ اقبال اپنی کتاب تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ میں لکھتے ہیں:

> "اسلام نے علم کو کسی خاص قوم یا مذہب کی میراث نہیں سمجھا بلکہ اسے انسانیت کا مشترکہ ورثہ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے مختلف ادوار میں اہل کتاب کے ساتھ علمی تعلقات قائم کیے اور ان سے سیکھا۔"[13]

یہ قول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلام نے علم کے حصول اور تبادلے کو نہایت اہمیت دی اور اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں اس اصول کو ہمیشہ ترجیح دی۔ ثقافتی تعلقات کے حوالے سے بھی اسلام نے اقوام کے درمیان افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے رہنمائی فراہم کی۔ ثقافتی تبادلے نہ صرف تہذیبوں کے درمیان فاصلے کم کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کی ثقافتوں اور اقدار کو سمجھنے کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ مختلف تاریخی ادوار میں مسلمانوں نے اہل کتاب کے ادب، فنون، اور طرزِ تعمیر سے متاثر ہو کر اپنی تہذیب کو مزید ترقی دی۔ اہل کتاب کے ساتھ تعلیمی اور ثقافتی تعلقات قائم کرنے کا ایک مقصد دعوتِ دین کے دروازے کھولنا بھی ہے۔ جب مختلف مذاہب اور اقوام کے درمیان علم اور ثقافت کا تبادلہ ہوتا ہے تو اس سے نہ صرف رواداری اور احترام کا ماحول پیدا ہوتا ہے بلکہ اسلام کے اخلاقی اور روحانی اصولوں کو بھی غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں بیت الحکمت کی مثال اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام نے اہل کتاب کے علوم سے نہ صرف فائدہ اٹھایا بلکہ ان کے ساتھ مشترکہ طور پر سائنسی اور فلسفیانہ ترقی کے دروازے بھی کھولے۔ یہ عمل مسلمانوں کی فکری ترقی کے لیے سنگ میل ثابت ہوا اور اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کو مزید مستحکم کیا۔ تعلیمی اور ثقافتی تعلقات کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ مختلف مذاہب کے درمیان

[13] محمد اقبال، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، لاہور: اقبال اکادمی، 2002، ص110

موجود اختلافات کو کم کرنے اور مشترکہ مسائل کے حل کے لیے راہیں ہموار کرتے ہیں۔

اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کے ان اصولوں کا مقصد یہ ہے کہ اختلافات کے باوجود ایسے مواقع پیدا کیے جائیں جن کے ذریعے دنیا میں امن، رواداری، اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو۔ ان تعلقات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کو نہ صرف اپنی تہذیب اور علم کو ترقی دینے کا موقع دیتے ہیں بلکہ اسلام کی تعلیمات کو عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ایک بہترین ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ یہ تمام پہلو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اسلام کے اصول اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں حکمت، رواداری، اور انسانیت کے لیے خیر خواہی پر مبنی ہیں۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کے لیے عدل وانصاف اور حسنِ سلوک کے جو اصول دیے ہیں، وہ نہ صرف ان کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ ان کے دلوں کو اسلام کی دعوت کی طرف مائل کرنے کے لیے بھی ایک بہترین ذریعہ ہیں۔"[14]

اسلام کے ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کو نہ صرف اہل کتاب کے ساتھ پرامن تعلقات قائم کرنے کا موقع ملتا ہے بلکہ ان کے ذریعے دعوتِ دین کے مواقع بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جہاں مختلف عقائد کے لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے ایک پرامن زندگی گزار سکیں۔

فقہی مسائل کا حل

اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کے لیے ایسے جامع فقہی اصول فراہم کیے ہیں جو انصاف، رواداری، اور دیانت پر مبنی ہیں۔ یہ اصول قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیے گئے ہیں اور ان کا مقصد مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ پرامن تعلقات قائم کرنے اور دعوتِ دین کے مواقع پیدا کرنے کا ایک ایسا فریم ورک دینا ہے جو ان کے ایمان اور اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ فقہی مسائل میں تجارت، کھانے پینے، معاہدات، ازدواجی تعلقات، اور مالی لین دین شامل ہیں۔ ان

[14] مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1982ء، ج2، ص105

تمام معاملات میں اسلامی تعلیمات عدل، احسان، اور شفافیت کو یقینی بنانے پر زور دیتی ہیں۔ تجارت میں دھوکہ دہی سے اجتناب، کھانے پینے میں حلال وطیب کا انتخاب، معاہدات میں دیانتداری، ازدواجی تعلقات میں حقوق کی پاسداری، اور مالی لین دین میں انصاف اسلامی اصولوں کی بنیاد ہیں۔

تجارتی لین دین

اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ تجارت کو جائز قرار دیا، بشرطیکہ وہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو۔ تجارت کا بنیادی مقصد نہ صرف معاشی فائدہ ہے بلکہ یہ اخلاقی تعلیمات کو عام کرنے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ ٱلصِّدْقَ يَهْدِيَ إِلَى ٱلْبِرِّ، وَإِنَّ ٱلْبِرَّ يَهْدِيَ إِلَى ٱلْجَنَّةِ، وَإِنَّ ٱلرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّىٰ يُكْتَبَ عِندَ ٱللَّهِ صِدِّيقا"[15]

"بے شک سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور ایک شخص مسلسل سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔"

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ تجارت میں دیانتداری، شفافیت، اور سچائی کو اپنانا ضروری ہے، چاہے معاملہ مسلمانوں کے درمیان ہو یا اہل کتاب کے ساتھ۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"التِّجَارَةُ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ جَائِزَةٌ بِشَرْطِ أَنْ تَكُونَ صَادِقَةً وَمُنْصِفَةً، وَخَالِيَةً مِنْ كُلِّ غِشٍّ أَوْ خِدَاعٍ."[16]

"ذمیوں کے ساتھ تجارت جائز ہے، بشرطیکہ یہ سچائی اور انصاف پر مبنی ہو اور کسی قسم کی دھوکہ دہی یا فریب سے پاک ہو۔"

ان اصولوں کے ذریعے مسلمانوں کو نہ صرف اپنی معیشت بہتر بنانے کا موقع ملتا ہے بلکہ اہل کتاب کے دلوں میں اسلام کی حقانیت اور اخلاقی برتری کو اجاگر کرنے کا بھی ایک بہترین ذریعہ فراہم ہوتا ہے۔

کھانے پینے کے معاملات

15 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، دار المعارف، بیروت، رقم الحدیث: 6094

16 ابو یوسف، کتاب الخراج، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، 1980، ص 312

اہل کتاب کے کھانے پینے کے معاملات پر بھی قرآن مجید نے واضح رہنمائی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَٰبَ حِلّ لَّكُم"[17]

"اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔"

فقہاء نے اس آیت کی روشنی میں وضاحت کی ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحے اس شرط پر حلال ہیں کہ وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إِذَا ذَكَرَ أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ ذَبِيحَتِهِمْ، فَهُوَ حَلَالٌ لِلْمُسْلِمِينَ، وَإِذَا لَمْ يُذْكَرْ ٱسْمُ ٱللَّهِ فَلَا تَحِلُّ."[18]

"جب اہل کتاب اپنے ذبیحے پر اللہ کا نام لیں، تو وہ مسلمانوں کے لیے حلال ہے، اور اگر وہ اللہ کا نام نہ لیں، تو وہ حلال نہیں ہو گا۔"

یہ اصول مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے کے معاملات میں سہولت فراہم کرتے ہیں، لیکن اس بات کی پابندی ضروری ہے کہ ایسے کھانے اور مشروبات، جو واضح طور پر اسلام میں حرام ہیں، جیسے شراب یا سور کا گوشت، ان سے مکمل پرہیز کیا جائے۔ یہ رہنمائی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ مسلمانوں کی دینی حدود محفوظ رہیں اور اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں کسی قسم کی دینی و اخلاقی کمزوری پیدا نہ ہو۔

معاہدات اور ان کی پاسداری

اسلام نے معاہدات کو پورا کرنے کو نہایت اہم قرار دیا ہے اور فقہاء نے اہل کتاب کے ساتھ کیے گئے معاہدات پر زور دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَن قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ ٱلْجَنَّةِ."[19]

"جس نے کسی معاہد کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔"

یہ حدیث معاہدات کی پاسداری کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، خاص طور پر ان معاہدات کے حوالے سے جو مسلمانوں اور

---

[17] المائدۃ:5

[18] شافعی، الام، قاہرہ: دار الفکر، 1993، ج2، ص145

[19] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، دار المعارف، بیروت، رقم الحدیث: 2995

اہل کتاب کے درمیان طے پاتے ہیں۔ میثاقِ مدینہ ایک شاندار مثال ہے، جس میں مسلمانوں اور یہودی قبائل نے باہمی تعاون اور احترام کے اصولوں پر اتفاق کیا۔ اس معاہدے میں یہودیوں کو ان کے مذہبی حقوق دیے گئے اور ان سے یہ توقع کی گئی کہ وہ مدینہ کی اجتماعی حفاظت میں مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں گے۔ فقہائے کرام کے مطابق، معاہدات کی پاسداری اسلامی اخلاقیات کا ایک لازمی جزو ہے اور اس کی خلاف ورزی نہ صرف دین کے اصولوں کے خلاف ہے بلکہ معاشرتی امن کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔

ازدواجی تعلقات

اسلام نے مسلمان مردوں کو اہل کتاب کی پاکدامن خواتین سے نکاح کی اجازت دی ہے، تاکہ ان رشتوں کے ذریعے نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہو بلکہ دعوتِ دین کے مواقع بھی پیدا ہوں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"وَٱلۡمُحۡصَنَٰتُ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ مِن قَبۡلِكُمۡ"[20]

"اور ان لوگوں کی پاکدامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، تمہارے لیے حلال ہیں۔"

امام ابن قیم رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نِكَاحُ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِشَرْطِ ٱلْعِفَّةِ وَٱلْتِزَامِ شَرَائِعِ ٱلْإِسْلَامِ."[21]

"اہل کتاب کی خواتین سے نکاح جائز نہیں، مگر یہ کہ وہ پاکدامن ہوں اور اسلامی شریعت کے اصولوں کا احترام کریں۔"

ازدواجی تعلقات میں ان اصولوں کی پیروی مسلمانوں کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے دینی اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے اہل کتاب کے ساتھ تعلقات قائم کریں۔

مالی معاملات میں دیانتداری

اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ مالی معاملات میں دیانت اور شفافیت کو لازم قرار دیا ہے۔ سودی لین دین کو سختی سے منع کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مالی معاملات میں دیانتداری اور انصاف کو یقینی بنائیں۔ نبی کریم ﷺ نے

[20] المائدہ:5

[21] ابن قیم، أعلام الموقعین، دارالجیل، بیروت، 1991، ج2، ص157

فرمایا:

"البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما، وإن كذبا وكتما محقت بركة بيعهما."[22]

"خرید وفروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں، اپنے سودے میں اختیار رکھتے ہیں۔ اگر وہ سچ بولیں اور وضاحت کریں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی، اور اگر جھوٹ بولیں اور چھپائیں تو ان کی برکت ختم ہو جائے گی۔"

ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے مسلمان نہ صرف اپنی معیشت کو مستحکم کرتے ہیں بلکہ اسلامی اخلاقیات کی برتری کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اسلام کے فقہی اصول اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں عدل، دیانت، اور رواداری کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ اصول انسانی تعلقات کو مضبوط بناتے ہیں اور مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر مسلمان نہ صرف اپنی شریعت کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں بلکہ اسلام کی دعوت کو بھی عام کر سکتے ہیں۔

معاشرتی ہم آہنگی کے اصول

اسلامی تعلیمات انسانی معاشرت کے لیے ایک جامع فریم ورک فراہم کرتی ہیں، جس میں عدل، احترام اور رواداری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے اسلام نے واضح اصول وضع کیے ہیں، جن کا مقصد نہ صرف پرامن بقائے باہمی کو یقینی بنانا ہے بلکہ انسانیت کے لیے خیر خواہی اور دعوتِ دین کے دروازے بھی کھولنا ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا نہ صرف حق دیا گیا بلکہ انہیں ان تعلقات کو بہتر بنانے کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔ یہ اصول معاشرتی ہم آہنگی، انصاف کا بہترین ذریعہ ہیں۔

1. احترامِ انسانیت

اسلام نے ہر انسان کو عزت اور تکریم کا مستحق قرار دیا ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں ان کے عقائد، روایات، اور ثقافت کا احترام کرنا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ یہ اصول انسانی معاشرت میں

[22] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، دار المعارف، بیروت، رقم الحدیث: 2079

برابری اور رواداری کو فروغ دیتا ہے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان پرامن بقائے باہمی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

2. نرمی اور رواداری

اختلافات کے باوجود اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں نرمی اور رواداری کو اپنانا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اچھے اخلاق اور نرم رویہ اپنائیں، تاکہ معاشرتی ہم آہنگی برقرار رہے اور تعلقات خوشگوار رہیں۔

3. معاشرتی انصاف

اسلامی تعلیمات میں عدل وانصاف کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں ان کے حقوق کا تحفظ اور ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ یہ اصول کسی بھی قسم کی ناانصافی یا ظلم کو روکنے اور معاشرتی امن کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

4. تعاون اور مدد کا جذبہ

اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں تعاون اور مدد کے جذبے کو فروغ دیا گیا ہے، بشرطیکہ یہ تعاون اسلامی اقدار کے دائرے میں ہو۔انسانی فلاح و بہبود اور معاشرتی ترقی کے لیے مشترکہ کام کرنے کی حوصلہ افزائی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔

5. ثقافتی تبادلہ اور افہام و تفہیم

اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں ان کی ثقافت اور رسوم ورواج کا احترام کرنا ضروری ہے، جب تک وہ اسلامی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔ ثقافتی تبادلے کے ذریعے اقوام کے درمیان فاصلوں کو کم کیا جا سکتا ہے اور ایک دوسرے کو بہتر طریقے سے سمجھنے کے مواقع پیدا کیے جا سکتے ہیں۔

6. آزادیٔ عقائد

اسلام نے اہل کتاب کو اپنے عقائد اور عبادات کی مکمل آزادی دی ہے اور ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت سے منع کیا ہے۔ یہ اصول پرامن تعلقات کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور انسانیت کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔

7. دعوت کے لیے حکمت عملی

اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں ان کی اصلاح اور دعوت کے عمل میں نرمی، شائستگی، اور سمجھ بوجھ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، تاکہ تعلقات متاثر نہ ہوں اور اسلام کے حقیقی پیغام کو مؤثر طریقے سے پیش کیا جاسکے۔

یہ اصول معاشرتی ہم آہنگی کو مضبوط بنانے اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان احترام، تعاون، اور اعتماد کی فضا پیدا کرنے کے لیے نہایت اہم ہیں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف تعلقات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے بلکہ دنیا میں امن وسکون کی فضا بھی قائم کی جاسکتی ہے۔

قرآن وحدیث میں توصیف پر مشترک روایات

اسلام اہل کتاب کے ساتھ عمدہ اور معیاری تعلقات کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود و نصاریٰ کا مختلف مقامات پر ذکر آیا ہے، جہاں بعض اوصاف کے ذریعے ان کی تعریف کی گئی ہے، تو بعض مقامات پر ان کی گمراہی اور انحراف پر بھی تنبیہ کی گئی ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں بھی ان کے ساتھ تعلقات، معاملات اور دعوتی حکمت عملی کے ضمن میں کئی رہنما اصول ملتے ہیں۔ ان مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کی بعض تعلیمات اور اقدار اسلام سے ہم آہنگ بھی ہیں، جن کا ذکر مشترکہ روایات اور اخلاقی اصولوں میں ہوتا ہے۔ اس حوالے سے قرآن وسنت کا مطالعہ بین المذاہب ہم آہنگی، مکالمے اور دعوت کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب میں مشترکات کی طرف بلاتے ہوئے فرماتا ہے:

"قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ-فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ"[23]

ترجمہ: "تم فرماؤ، اے اہل کتاب! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو تین چیزوں کا حکم دیا جو کہ تینوں مذاہب کی بنیادی تعلیم ہے۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ یہ وہ عبادت ہے جس پر قرآن مجید، توریت اور انجیل سب متفق ہیں ان

[23] آلِ عمران: 64

میں کوئی اختلاف نہیں۔

2. دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ واحدہ لاشریک ہے۔ ہم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائیں نہ حضرت عیسیٰ کو نہ حضرت عزیز علیہ السلام کو اور نہ کسی اور نبی کو۔

3. تیسری بات یہ کہ ہم کو کواپنا نہ مانیں۔ جسے مسلمانوں سے پہلے یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء، پادریوں اور مذہبی پیشوا کو بنا رکھا تھا۔ وہ ان کے احکامات اور تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے برابر سمجھتے تھے۔

4. اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے قبول ایمان کا خواہاں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ نے توحید کی دولت سے نوازا۔ احکام شریعت کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ طریقہ کار تھا کہ جن معاملات میں کوئی حکم نازل نہ ہوا ہوتا تھا۔ ان میں مشرکین کی بجائے اہل کتاب کی موافقت اختیار فرماتے تھے۔[24]

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کوئی نئی دعوت یا نرالا دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ حضور ﷺ بھی اسی توحید کے داعی بن کر تشریف لائے تھے جس کی دعوت ہر نبی نے دی۔ نبی کریم ﷺ نے اسی پلیٹ فارم (توحید) پر جمع ہونے کے لیے اہل کتاب کو دعوت دی۔ نبی کریم ﷺ کی اس دعوت کے اعلان سے یہود و نصاریٰ کے دل میں بھی یہی جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے کہ اسلام کی بنیاد بھی توحید پر قائم ہے اور اہل کتاب کی بھی بنیاد توحید ہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اہل کتاب کو مشترکہ عقیدہ کی دعوت دی، جو قریب تھے، انہیں براہ راست دعوت دی اور جو دور تھے انہیں خط لکھے۔

اہل کتاب کی امانت و دیانت کا تذکرہ قرآن پاک میں واضح طور پر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی امانت و دیانت کی توصیف ان الفاظ میں فرماتا ہے:

"وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ"[25]

---

[24] طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام اور اہل کتاب، منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2015ء، ص 20

[25] آلِ عمران: 75

"اہل کتاب میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس قنطار (بہت بڑی رقم) امانت رکھو تو وہ اسے تمہیں لوٹا دیں گے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے جو معاشی و معاشرتی معاملات کو دیانتداری سے چلاتے ہیں اور بددیانتی کے مرتکب نہیں ہوتے۔

قرآن پاک کے بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ایسے اہل کتاب کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے جو اپنے رب کے حضور سربسجود رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

"لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ۔ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَأُو۟لَٰٓئِكَ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ"[26]

"اہل کتاب سب یکساں نہیں ہیں، ان میں ایک گروہ ایسا بھی ہے (حق پر ہے) جو اللہ کی آیات کو رات کے اوقات میں تلاوت کرتا ہے اور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے منع کرتے ہیں، یہی صالح لوگ ہیں۔"

مندرجہ بالا آیات اُن اہل کتاب کی توصیف میں ہیں جو حق کو پہچان کر اپنی راتیں رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اور اس کی کتاب کی آیات کی تلاوت میں بسر کرتے ہیں اور نہ صرف نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں بلکہ برائیوں سے روکنے اور سدباب کا فریضہ بھی سرانجام دیتے ہیں۔ انہی لوگوں کو اللہ نے نیک اور صالح لوگ قرار دیا ہے اور ان کے اجر کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل کتاب میں سے مسیحیوں کو اہل اسلام کے نزدیک اور دشمنی میں کمتر قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

"لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُواۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ"[27]

"تم یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن پاؤ گے، جبکہ عیسائیوں کو ان کے سب سے قریب محبت کرنے والے پاؤ گے۔"

---

[26] آلِ عمران: 113-114

[27] المائدہ: 82

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور نبی کتاب پر ایمان رکھنے والے ہیں انہیں فطرتاً مشرکین کے برعکس اُن لوگوں سے زیادہ ہمدردی ہوتی ہے جو مذہب کے معاملے میں چاہے اختلاف کا ہی شکار ہوں مگر انہی کی طرح رسالت اور وحی پر ایمان رکھتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان یہود، نصاریٰ اور صابیوں کی بھی توصیف کی ہے جو اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتے ہیں اور نیک اعمال سرانجام دیتے ہیں۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"[28]

"بیشک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔"

اس آیت کریم میں ان لوگوں کی خام خیالی جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لاڈلے ہیں اور جو رشتہ اللہ کا ہمارے ساتھ ہے وہ کسی اور کے ساتھ نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ یہ غلط فہمی دور ہو جائے کہ اللہ کے ہاں اصل چیز انسانوں کی گروہ بندی نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح ہے جو بھی یہ اللہ کے حضور لے کر جائے گا نجات پائے گا۔

اہل کتاب سے بحث و مباحثے میں الجھنے کے بجائے عمدہ طریقے سے گفتگو کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"[29]

"اہل کتاب سے بحث کرو تو بہترین طریقے سے۔"

اس لئے کہ وہ اہل علم و فہم ہیں، بات کو سمجھنے کی صلاحیت واستعداد رکھتے ہیں۔ لہذا ان سے بحث و گفتگو میں تلخی اور تندی مناسب نہیں۔

اہل کتاب کا وہ گروہ جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی وہ اسے حق جانتے تھے اور اس پر ایمان لاتے تھے اور اس کی

---

[28] البقرۃ:62

[29] العنکبوت:46

تعلیمات پر عمل کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ-وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا"[30]

"جنہیں ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی تھی، وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ جب انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے۔"

ان آیات میں اہل کتاب کی ایک خاص جماعت کا ذکر ہے جو پہلے سے موجود آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے تھے اور جب ان کے سامنے قرآن کریم پڑھا جاتا تو وہ اس پر بھی ایمان لاتے تھے اور اسے حق جانتے تھے۔

اسی طرح اہل کتاب کا وہ گروہ جو قرآن کے نزول پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اس کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ" [31]

"جنہیں ہم نے کتاب دی تھی، وہ اس (قرآن) پر خوش ہوتے ہیں جو آپ کی طرف نازل ہوا۔"

جو لوگ اس سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور وہ اس کے عامل ہیں وہ تو نبی اکرم ﷺ پر اس قرآن کے اترنے سے شاداں و فرحاں ہو رہے ہیں کیونکہ خود ان کی کتابوں میں اس کی بشارت اور اس کی صداقت موجود ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اہل کتاب کی مختلف صفات کو بیان کرتی ہیں جن میں ان کے ایمان، دیانتداری، علم و عمل کی تعریف کی گئی ہے۔

اہل کتاب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات نہایت متوازن اور حکمت سے بھرپور ہیں۔ قرآن و سنت میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ، کے ساتھ معاملات اور رویے کے اصول واضح کیے گئے ہیں، جن میں عدل و انصاف، حکمت، دعوت اور نرمی کا پہلو نمایاں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کے ساتھ اپنے تعلقات میں ان کے اچھے اوصاف کو تسلیم کیا اور ان کے ساتھ انصاف اور رحم دلی کا مظاہرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

[30] القصص:52-53

[31] الرعد:36

وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان کے غلط عقائد کی نشاندہی کی، لیکن ہمیشہ ان کے ساتھ نرمی اور حکمت کا رویہ اختیار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مدینہ منورہ کے معاہدے کی مثال نہایت اہم ہے، جہاں یہودی قبائل کو شہری حقوق دیے گئے، ان کی عبادات کا احترام کیا گیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو ترجیح دی گئی، جب تک کہ وہ معاہدے کی خلاف ورزی نہ کریں۔ یہ تعلیمات اس بات کا عملی نمونہ ہیں کہ اسلام انسانی حقوق کا ضامن ہے اور ہر قوم کے ساتھ عدل وانصاف کو یقینی بناتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کی غلطیوں کو بیان کرتے ہوئے ان کی اصلاح کی کوشش کی، لیکن ان کے اچھے اوصاف اور دیانت داری کو بھی سراہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کے ساتھ معاملات میں عفو ودر گزر کا مظاہرہ کیا اور کبھی بھی ذاتی دشمنی یا نفرت کو اپنے رویے پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دل آزاری کے بجائے انہیں دعوت حق دینے کو ترجیح دی، تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں اور حق کو قبول کریں۔ اسلام اہل کتاب کے ساتھ دشمنی کا رویہ نہیں اپناتا بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور حکمت عملی سے بات کرنے کا حکم دیتا ہے۔ سورہ المائدہ میں نصاریٰ کے ایک گروہ کی تعریف کی گئی ہے جو علم اور درویشی میں ممتاز تھے اور حق کو پہچانتے ہوئے نرمی اور عاجزی اختیار کرتے تھے۔ یہ تعلیمات اس بات کا سبق دیتی ہیں کہ اہل کتاب کے ساتھ معاملات میں نفرت کے بجائے محبت اور حکمت کا رویہ اپنانا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ تبلیغ اور دعوت کے لیے نرمی اور دلجوئی کو بنیاد بنایا جائے۔ یہ اصول معاشرتی امن اور انسانی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے نہایت ضروری ہیں۔[32]

جس طرح قرآن پاک میں اہل کتاب کی مختلف صفات کی توصیف کی گئی ہے اسی طرح ایسی احادیث بھی ہیں جن میں اہل کتاب کے ان اعمال کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ ان احادیث میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ کیا جائے گا۔

قرآن میں اہل کتاب سے جھگڑے کی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے کسی اہل کتاب کے قتل کو بہت بڑا ظلم قرار دیا ہے:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا"[33]

---

[32] ریاض فردوسی، سارے اہل کتاب ہمارے دشمن نہیں؟، قومی روزنامہ تاثیر، انڈیا، 15 مارچ 2023ء

[33] بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، 1997ء، رقم الحدیث: 3166

"جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔"

یعنی کسی بھی غیر مسلم شہری کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے جس طرح کہ قرآن پاک میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اہل کتاب سے بحث ومباحثہ سے منع کیا گیا جو کہ اختلافات کی شدت کا باعث بنتا ہے اور یہ شدت قتل وغارتگری کا باعث بنتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے معمولات میں اہل کتاب کے ساتھ موافقت بھی ایک اہم پہلو ہے، بشرطیکہ وہ اسلامی اصولوں کے خلاف نہ ہو۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے:

" وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ" [34]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی جب تک اس بارے میں کوئی (الگ) حکم نازل نہ ہوا ہو۔"

اس حدیث سے یہ حکمت سامنے آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن معاملات میں واضح وحی نازل نہ ہوئی ہو، ان میں اہل کتاب کے طریقوں کو اپنانے میں کوئی تردد محسوس نہیں کیا، بشرطیکہ وہ اسلامی تعلیمات کے موافق ہوں۔ اس سے دعوتِ دین اور بین الاقوامی تعلقات کے میدان میں نرم رویہ اپنانے کی اہمیت واضح ہوتی ہے، جو نہ صرف اہل کتاب کے دلوں کو اسلام کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکتا ہے بلکہ ان کے ساتھ پرامن تعلقات قائم کرنے کا بھی باعث ہے۔ اس رویے کی بنیاد عدل وانصاف اور دعوتی حکمت پر تھی، تاکہ اہل کتاب کو حق کی جانب راغب کیا جا سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کے ساتھ عدل وانصاف اور حسن سلوک کو ہمیشہ مقدم رکھا۔

اسلام کی فطرت میں آسانی اور لچک ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اسی فطرت کو اجاگر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا" [35]

---

[34] بخاري، صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحديث 3365

[35] بخاري، صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الدين يسر، رقم الحديث 39

"بے شک دین آسان ہے، جو اسے مشکل بنائے گا، یہ اس پر غالب آجائے گا۔ لہٰذا سیدھی راہ اختیار کرو، اعتدال اور میانہ روی اپناؤ اور خوشخبری دو۔"

یہ حدیث اہل کتاب سمیت تمام غیر مسلموں کے ساتھ معاملات میں نرمی، اعتدال اور حکمت کا درس دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی اہل کتاب کیساتھ انتہا پسندی کا رویہ نہیں اپنایا بلکہ ان کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جو ان کے لیے اسلام کو قبول کرنے میں آسانی پیدا کرے۔ اہل کتاب کے ساتھ معاملات میں نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ آپ ﷺ نے ان کی خوبیوں کو تسلیم کیا، ان کے ساتھ عدل و انصاف کا رویہ اپنایا، اور ان کی اصلاح کی کوشش کی۔ قرآن مجید نے اہل کتاب کے ان افراد کی تعریف کی جو حق کی تلاش میں مخلص تھے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ" [36]

"اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتی ہے اور سجدہ ریز ہوتی ہے۔"

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے ہمیشہ اہل کتاب کے اچھے اعمال اور ان کی ایمانی جستجو کو تسلیم کیا ہے، تاکہ ان کے ساتھ تعلقات میں تعصب اور نفرت کی گنجائش نہ رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سیرت طیبہ کے ذریعے اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں جو اصول وضع کیے، وہ امت مسلمہ کے لیے ایک روشن مثال ہیں۔

اہل کتاب کے ساتھ معاملات میں نرمی، محبت، اور حکمت کے یہ اصول مسلمانوں کے لیے رہنما ہیں کہ وہ کسی بھی قوم کے ساتھ تعلقات میں سختی، تعصب، یا انتہا پسندی سے اجتناب کریں اور ان کے ساتھ ایسا رویہ اپنائیں جو معاشرتی امن اور دعوت دین کے لیے سازگار ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ نہ صرف پر امن تعلقات قائم کرنے بلکہ انہیں اسلام کے قریب لانے کے مواقع بھی میسر آسکتے ہیں۔ ان تعلیمات کا بنیادی مقصد دنیا کو اسلام کے عدل، انصاف، اور حکمت سے روشناس کرانا اور ہر قسم کے تعصب و نفرت سے پاک معاشرے کی تشکیل ہے۔

عصرِ حاضر میں اہلِ کتاب کا سماجی و سیاسی کردار

---

[36] آل عمران: 113

دور حاضر میں اہل کتاب کا سماجی و سیاسی کردار عالمی منظر نامے پر بہت نمایاں ہے۔ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اپنے مذہبی، سماجی اور سیاسی اثرات کے ذریعے دنیا کے کئی معاملات میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ سماجی میدان میں یہودیت اور عیسائیت دونوں اپنی تنظیموں کے ذریعے تعلیم، صحت اور فلاحی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ عیسائی مشنری ادارے دنیا کے پسماندہ علاقوں میں اسکولز، ہسپتالز اور فلاحی مراکز قائم کر کے انسانیت کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد کا فروغ بھی کر رہے ہیں۔ یہودی تنظیمیں اپنی کمیونٹیز میں تعلیم، تحقیق اور ثقافتی ترقی کے لیے سرگرم ہیں، مثال کے طور پر "Hebrew University" اور "Jewish Federations" سیاسی میدان میں یہودیوں کا اثر ورسوخ خاص طور پر امریکہ اور یورپ میں نمایاں ہے، جہاں یہودی لابیز مختلف پالیسیوں کو متاثر کرتی ہیں، جیسے کہ اسرائیل کی حمایت میں اہم فیصلے۔ عیسائیت کے سیاسی اثرات میں ویٹی کن سٹی کا کردار اہم ہے، جہاں پوپ کے عالمی خطابات انسانی حقوق، ماحولیات اور امن جیسے موضوعات پر دنیا کو متاثر کرتے ہیں۔ اہل کتاب کے مذاہب کی موجودہ صورتحال پر بات کریں تو یہودیت مختلف فرقوں، جیسے آرتھوڈوکس، ریفارم اور کنزرویٹو، میں تقسیم ہے، جو عبادات اور مذہبی قوانین کی پیروی میں مختلف ہیں۔ عیسائیت میں بھی کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈوکس فرقے موجود ہیں، اور مغربی دنیا میں سیکولرزم کے بڑھتے رجحانات ان کے اثرات کو محدود کر رہے ہیں۔ مسلمانوں اور اہل کتاب کے تعلقات کی تاریخ گہرے مذہبی احترام اور مشترکہ اقدار پر مبنی رہی ہے۔ خلافت راشدہ کے دور میں اہل کتاب کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی اور ان کے ساتھ عدل وانصاف کے اصول اپنائے گئے، جبکہ اندلس کی خلافت میں مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں نے علمی میدان میں مشترکہ کامیابیاں حاصل کیں۔ قرآن مجید مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ رواداری، انصاف اور مکالمے کی تعلیم دیتا ہے، جیسا کہ سورۃ آل عمران میں کہا گیا ہے کہ

"قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ"

"کہو: اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے"۔

تاہم، موجودہ دور میں مسلمانوں اور اہل کتاب کے تعلقات کئی چیلنجز کا شکار ہیں، جن میں فلسطین کا تنازعہ، مغربی دنیا میں اسلاموفوبیا اور شدت پسندی شامل ہیں۔ ان چیلنجز کے باوجود بین المذاہب مکالمے اور تعاون کی کوششیں جاری ہیں، جن کا مقصد امن وامان، باہمی احترام اور تہذیبی ترقی کو فروغ دینا ہے۔ موجودہ دور کے تناظر میں اہل کتاب کے سماجی وسیاسی

کردار کو سمجھنے کے لیے ان کے مذاہب کی موجودہ صورتحال اور ان کے تعلقات کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ دنیا میں انصاف، امن اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکے۔[37]

سماجی کردار

اہل کتاب کی تعلیم اور صحت کے شعبوں میں خدمات انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں نمایاں رہی ہیں۔ ان کے مذاہب کی بنیادی تعلیمات انسانیت کی خدمت پر زور دیتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے عقائد کی روشنی میں دنیا کے کئی خطوں میں تعلیمی اور طبّی نظام کی بنیاد رکھی۔ ان کی خدمات کا دائرہ صرف اپنی کمیونٹیز تک محدود نہیں رہا بلکہ دیگر اقوام اور تہذیبوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچا ہے۔ یہ کردار ان کے مذہبی عقائد کی عکاسی کرتا ہے اور ان کی تنظیموں اور اداروں کی محنت و لگن کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا یہ کردار یہ ثابت کرتا ہے کہ انسانی خدمت ان کی مذہبی اور سماجی روایت کا ایک لازمی جزو ہے۔ یہودی اور عیسائی تنظیمیں تعلیم اور صحت کے میدان میں اپنی خدمات فراہم کر کے دنیا بھر میں انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ ان کے اقدامات نے کئی خطوں میں زندگی کے معیار کو بلند کیا اور ان کی خدمات کی جڑیں ان کے مذاہب کی تعلیمات میں گہری پیوست ہیں۔ ان کی ان خدمات نے انہیں صرف اپنی کمیونٹیز تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہیں عالمی ترقی کا ایک اہم حصہ بنا دیا ہے۔

عیسائی مشنری تنظیموں کی خدمات

عیسائی مشنری تنظیمیں اپنی خدمات کے حوالے سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ "ریڈ کراس" اور "ورلڈ ویژن" جیسی تنظیمیں دنیا کے ان خطوں میں کام کر رہی ہیں جہاں لوگ غربت، بیماری اور جہالت کا شکار ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف بنیادی تعلیمی اور طبّی سہولیات فراہم کرتے ہیں بلکہ ان کی مدد سے عیسائی مذہب کے اصولوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔ ان تنظیموں کی سرگرمیاں افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکہ کے پسماندہ علاقوں میں زیادہ نمایاں ہیں، جہاں وہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اپنی خدمات پیش کرتی ہیں۔ عیسائی چرچ کا تعلیمی نظام جدید دنیا میں تعلیم کے فروغ کا آغاز سمجھا جاتا ہے، اور ان کے تحت چلنے والے ادارے دنیا کے کئی حصوں میں علمی ترقی کا ذریعہ بنے ہیں، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں مقامی حکومتیں تعلیم

[37] سلطان احمد اصلاحی، عصرِ حاضر کا سماجی انتشار اور اسلام کی رہنمائی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دلی، 2011ء، ص 9-19

اور صحت کی سہولیات فراہم کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ مورخ تھامس ای ووڈز اپنی کتاب How the Catholic Church Built Western Civilization میں لکھتے ہیں:

> "The Catholic Church's contributions to education and healthcare have been unparalleled. It established universities in Europe, brought education to the masses, and set the foundation for modern medicine and hospitals."[38]
>
> "کیتھولک چرچ کی تعلیم اور صحت کے لیے خدمات بے مثال ہیں۔ اس نے یورپ میں یونیورسٹیاں قائم کیں، عام عوام تک تعلیم پہنچائی، اور جدید طب و ہسپتالوں کی بنیاد رکھی۔"

یہ تنظیمیں ترقی پذیر ممالک میں اسکولز اور ہسپتالز قائم کر رہی ہیں جہاں نہ صرف علم اور صحت کی بنیادی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں بلکہ انسانی ہمدردی کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیمات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ان کے سکولز میں بائبل کی تعلیم ایک لازمی حصہ ہوتی ہے، جس کے ذریعے بچوں کو عیسائیت کی بنیادی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ "ورلڈ ویژن" کی مثال لیجیے، جو افریقہ، ایشیا، اور لاطینی امریکہ کے پسماندہ علاقوں میں لاکھوں بچوں کو تعلیم اور صحت کی سہولیات فراہم کر رہی ہے۔ ان کی کوششوں نے ان خطوں میں غربت کے خاتمے اور لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

یہودی تنظیموں کا کردار

یہودیت کی بنیاد بھی تعلیم اور صحت کے فروغ پر قائم ہے۔ یہودی کمیونٹیز نے ہمیشہ تعلیم کو اپنی ترقی کا زینہ سمجھا ہے۔ یہودی تعلیمی ادارے نہ صرف اپنی کمیونٹیز کو مضبوط کرتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر تحقیق اور جدید تعلیم میں بھی اہم خدمات انجام دیتے ہیں۔ چائم ویکس مین اپنی کتاب Jewish Education in Transition میں لکھتے ہیں:

> "Jewish communities have always placed a high value on education. Institutions like the Hebrew University of Jerusalem have become symbols of academic excellence and contribute significantly to global research."[39]

[38] Thomas E. Woods, How the Catholic Church Built Western Civilization, Washington D.C.: Regnery Publishing, 2005, p. 115

[39] Chaim Waxman, Jewish Education in Transition, New York: American Jewish Committee, 1986, p. 92

"یہودی کمیونٹیز ہمیشہ تعلیم کو اہمیت دیتی رہی ہیں۔ یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی جیسے ادارے علمی برتری کی علامت بن چکے ہیں اور عالمی تحقیق میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔"

یہودی تنظیمیں، جیسے "جیوش فیڈریشن آف نارتھ امریکہ"، صحت اور تعلیم کے شعبوں میں وسیع پیمانے پر خدمات فراہم کر رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں دنیا کے مختلف خطوں میں غریبوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کے مواقع بھی مہیا کر رہی ہیں۔ ان کے ادارے ان مقامات پر بھی کام کر رہے ہیں جہاں دیگر تنظیمیں رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی کو عالمی سطح پر ایک نمایاں علمی ادارہ تسلیم کیا جاتا ہے، جہاں جدید تحقیق اور تعلیم کے بہترین مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ عیسائی مشنری تنظیموں کی خدمات پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک منفرد تجزیہ پیش کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی میں لکھتے ہیں:

"عیسائی مشنری ادارے بظاہر انسانی خدمت کے لیے کوشاں ہیں، لیکن ان کے پس پردہ مقاصد میں اپنی مذہبی تعلیمات کا فروغ بھی شامل ہے۔ یہ ادارے تعلیم اور صحت کے میدان میں کام کر کے غریب اقوام کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں اپنے عقائد راسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"[40]

یہ تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ عیسائی مشنری تنظیمیں جہاں انسانی خدمت میں مصروف ہیں، وہیں ان کے کاموں کے پیچھے مذہبی مقاصد بھی کارفرما ہیں۔ ان کے اسکولز اور ہسپتالز کے ذریعے نہ صرف انسانی بہبود کو فروغ دیا جاتا ہے بلکہ ان کے عقائد کو بھی فروغ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

لہذا معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب، خاص طور پر یہود و نصاریٰ نے تعلیم اور صحت کے شعبوں میں اپنی خدمات کے ذریعے دنیا کے مختلف خطوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کی تنظیمیں اور ادارے نہ صرف اپنی کمیونٹیز کی خدمت کر رہے ہیں بلکہ دنیا کے دیگر معاشروں کو بھی فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ان کی خدمات انسانی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے مذہبی اصولوں کی عکاسی بھی کرتی ہیں۔ عیسائی تنظیمیں اپنے اسکولز اور ہسپتالز کے ذریعے جہاں غریب طبقات کو زندگی کی بنیادی سہولیات فراہم کر رہی ہیں، وہیں اپنے عقائد کو بھی فروغ دے رہی ہیں۔ اسی طرح، یہودی ادارے جدید تعلیم اور تحقیق کے ذریعے اپنی ثقافت اور روایات کو محفوظ رکھتے ہوئے عالمی سطح پر نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان خدمات کی

---

[40] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1995، ص 150

بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہل کتاب کا سماجی کردار انسانی فلاح و بہبود میں ایک روشن مثال ہے، جس نے دنیا کی تہذیبی ترقی میں گہرا اثر ڈالا ہے۔

ثقافت کے فروغ میں خدمات

اہل کتاب، یعنی یہود و نصاریٰ، نے تاریخ کے مختلف ادوار میں نہ صرف تعلیم اور صحت بلکہ ثقافت کے فروغ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کی ثقافتی خدمات نے دنیا بھر میں فنون لطیفہ، ادب، موسیقی، اور میڈیا کو نئی جہتیں عطا کی ہیں۔ ان کا یہ کردار ان کے مذہبی اصولوں اور تہذیبی ورثے کی عکاسی کرتا ہے، جس کے ذریعے وہ اپنی شناخت کو مضبوط رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی مختلف تہذیبوں پر مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں۔

ثقافت کا فروغ

یہودی کمیونٹی نے اپنی ثقافت کو محفوظ رکھنے اور فروغ دینے کے لیے عالمی سطح پر نمایاں اقدامات کیے ہیں۔ ان کی ثقافت کی جڑیں مذہبی تعلیمات، تورات، اور تاریخی ورثے میں گہری پیوست ہیں، جو انہیں اپنی شناخت برقرار رکھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، یہودی موسیقی، جس میں عبرانی زبان کے نغمے اور دعائیہ گیت شامل ہیں، نہ صرف مذہبی اجتماعات کا حصہ ہے بلکہ عالمی موسیقی پر بھی اثر انداز ہوئی ہے۔ یہودی موسیقاروں نے کلاسیکی موسیقی سے لے کر جدید پاپ اور جاز تک کئی اصناف میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ادب کے میدان میں، یہودی مصنفین نے عالمی سطح پر گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ فرانز کافکا، شالوم علیخم اور ایلی ویزل جیسے یہودی ادیبوں نے نہ صرف یہودی ثقافت اور مسائل کو اجاگر کیا بلکہ انسانیت کے مشترکہ تجربات کو بھی بیان کیا۔ ان کے کام نے عالمی ادب کو وسعت دی اور کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر وسیع قارئین تک پہنچا۔ میڈیا کے میدان میں، یہودی شخصیات نے ہالی ووڈ جیسی عالمی تفریحی صنعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نیل گیبلر اپنی کتاب An Empire of Their Own: How the Jews Invented Hollywood میں لکھتے ہیں:

> "Jewish immigrants in the early 20th century established the foundations of Hollywood, creating a cultural industry that would shape global narratives and entertainment for decades"[41].
>
> "20ویں صدی کے اوائل میں یہودی مہاجرین نے ہالی ووڈ کی بنیاد رکھی، جو ایک ایسی ثقافتی صنعت بن گئی جس نے دہائیوں تک عالمی بیانیے اور تفریح کو تشکیل دیا۔"

یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ یہودیوں نے اپنی ثقافتی شناخت کو دنیا کے سب سے بڑے تفریحی مرکز میں شامل کیا اور عالمی میڈیا کو تشکیل دینے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کے فلم سازوں نے نہ صرف تفریح فراہم کی بلکہ انسانی تجربات اور یہودی روایات کو بھی اجاگر کیا۔

تجاویز و سفارشات (Recommendations and Suggestions)

- اہلِ کتاب کے بارے میں قرآن مجید کا اسلوب ہمیں دعوت، حکمت اور عدل پر مبنی تعلقات کی ترغیب دیتا ہے۔ موجودہ بین الاقوامی تناظر میں یہ طرزِ عمل نہایت اہم ہے، لہٰذا مسلمان محققین، مبلغین اور سفارتکاروں کو اس قرآنی اسلوب کو اپنانا چاہیے۔
- پروفیشنل اور علمی حلقوں میں مغربی دنیا سے تعلق رکھنے والے اہلِ کتاب کو قرآن کے اسلوب میں مدعو کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اس پر تحقیق ہو کہ کن آیات یا احادیث کو بنیاد بنا کر دعوت کو مؤثر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔
- سیرتِ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہودیوں، عیسائیوں، اور اہلِ نجران وغیرہ سے جو تعامل ہوا، وہ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ سفارش کی جاتی ہے کہ اس پہلو پر تخصصی تحقیق ہو تاکہ آج کے تناظر میں اس کی تطبیق کی جا سکے۔
- ماضی میں اہلِ کتاب سے تعلق کی بنیاد پر فقہی مسائل (ذمی، معاہد، مستامن) بیان کیے گئے، مگر عصر حاضر میں جہاں اقلیتیں مسلم ممالک میں اور مسلمان غیر مسلم ممالک میں آباد ہیں، وہاں نئی اجتہادی تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔

[41] Neal Gabler, An Empire of Their Own: How the Jews Invented Hollywood, New York: Anchor Books, 1988, p. 32

- اسلامی جامعات اور مدارس کے نصاب میں ایسے مضامین شامل کیے جائیں جن میں قرآن وسنت کی روشنی میں اہلِ کتاب سے متعلق معتدل اور علمی مؤقف کو پیش کیا جائے تاکہ افراط و تفریط سے بچا جاسکے۔
- جامعات اور ریسرچ سینٹرز کو چاہیے کہ وہ عیسائی اور یہودی اسکالرز کے ساتھ مشترکہ علمی مکالمے ترتیب دیں جس میں قرآنی توصیفات کا تعارف اور اسلام کا جامع نظریہ پیش کیا جاسکے۔
- مسلمانوں کو اہلِ کتاب کے ساتھ رشتہ، کاروبار، کھانے پینے، تہذیب و تمدن کے تبادلوں اور معاشرتی میل جول کے بارے میں جو حدود و قیود شریعت نے دی ہیں، ان پر ایک جامع تحقیقی کام ہونا چاہیے جو عصر حاضر میں رہنمائی دے سکے۔
- یورپ و امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اہلِ کتاب سے حسنِ سلوک اور دعوت کے عملی اصول سکھانے کے لیے معیاری دعوتی مواد تیار کیا جائے تاکہ وہ خیر و حکمت کے ساتھ اسلام کا تعارف کرا سکیں۔

خلاصہ بحث

اسلامی تعلیمات کی بنیاد عدل، حکمت اور اعتدال پر ہے، جس کا اظہار نہایت عمدہ انداز میں قرآن مجید اور سنتِ نبویؐ میں ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم نے جب اہلِ کتاب کا ذکر کیا تو ان کی نہ صرف منفی بلکہ مثبت خصوصیات کو بھی انصاف کے ساتھ بیان کیا۔ اسی قرآنی اسلوب کو بنیاد بنا کر اس تحقیق میں اہلِ کتاب کی توصیف کے مختلف نظائر کا اختصاصی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب میں یہود و نصاریٰ شامل ہیں، جن سے مسلمانوں کے تاریخی اور دینی روابط رہے ہیں۔ یہ تحقیق اس پہلو پر مرکوز رہی کہ قرآن اور حدیث نے اہلِ کتاب کی صفات، کردار، عقائد اور طرزِ عمل کو کن زاویوں سے پیش کیا ہے اور ان کے بارے میں اسلامی موقف کی نوعیت کیا ہے۔ تحقیق میں سب سے پہلے قرآن مجید کی ان آیات کا انتخاب کیا گیا جن میں اہلِ کتاب کی توصیف کی گئی ہے۔ دوسری جانب قرآن میں اہلِ کتاب کی بعض جماعتوں کی تعریف بھی کی گئی ہے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ اسلام ایک اصولی اور غیر تعصبانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ حدیثِ نبویؐ کے ذخیرے سے وہ تمام مقامات تلاش کیے گئے جہاں نبی کریم ﷺ نے اہلِ کتاب کے ساتھ تعلقات، برتاؤ، معاہدات اور دینی معاملات میں

رہنمائی فرمائی۔ احادیث سے یہ ظاہر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل قرآنی رہنمائی کا عملی نمونہ تھا۔ یہ بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اہلِ کتاب سے عہد و پیمان کیے بلکہ ان کے ساتھ تجارتی و معاشرتی تعلقات بھی رکھے۔ تاہم ان کے عقائدی انحرافات پر خاموشی اختیار نہیں کی بلکہ واضح انداز میں اصلاحی دعوت بھی دی۔ اہلِ کتاب کی توصیف کے ضمن میں بعض آیات اور احادیث کا سیاق و سباق بھی بیان کیا گیا تاکہ مفہوم میں کسی قسم کی ابہام نہ رہے۔ اس کے لیے تفاسیر اور شروحِ حدیث کا بھی مطالعہ کیا گیا، جس سے توصیف کی گہرائی اور حکمت آشکار ہوئی۔ تحقیق میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ قرآنی بیانیہ اہلِ کتاب کے بارے میں ایک متوازن فریم ورک فراہم کرتا ہے جو ہمیں افراط و تفریط سے بچاتا ہے۔ نہ تو مکمل دشمنی اور نفرت سکھائی گئی، نہ ہی غیر مشروط دوستی یا عقائدی مفاہمت کی اجازت دی گئی۔ اہلِ کتاب سے متعلق توصیفی آیات کے ذریعے بین المذاہب مکالمہ کے اصول اور اخلاقی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ اسلام دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی تعلقات میں بھی عدل اور حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ موجودہ دور میں اہلِ کتاب کی اکثریت مغربی دنیا میں بستی ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ان سے تعلقات میں قرآنی رہنمائی پر عمل ضروری ہے تاکہ مسلمان، اپنی دینی و تہذیبی شناخت برقرار رکھتے ہوئے، دعوت اور تعلقات کے میدان میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ قرآن و سنت میں اہلِ کتاب کے ساتھ تعلق کی حدود و قیود کا واضح تعین موجود ہے۔ ان کے ساتھ نکاح، کھانے پینے، معاشرت، اور معاہدات کے بارے میں اصول طے کیے گئے ہیں جو اجتہادی بنیاد پر آج بھی قابلِ تطبیق ہیں۔ اہلِ کتاب کی توصیف سے متعلق اسلامی تعلیمات آج کے عالمی منظر نامے میں مسلمانوں کو ایک فکری پختگی عطا کرتی ہیں، تاکہ وہ نہ تعصب کا شکار ہوں اور نہ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید میں اپنے دین سے غافل ہو جائیں۔ اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ امت مسلمہ کو اہلِ کتاب کے ساتھ دعوتی تعلق قائم کرنے میں جو مشکلات پیش آتی ہیں، ان کا حل قرآنی اسلوب میں پوشیدہ ہے۔ حکمت، نرمی، اور علمی انداز کو اپنانا دعوت کی کامیابی کی کنجی ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اہلِ کتاب کی توصیف کے نظائر صرف تاریخی تجزیہ نہیں بلکہ عصر حاضر میں امت مسلمہ کے لیے فکری، دعوتی اور تہذیبی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔